اللہ کی راہ میں استقامت دکھانے والوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍فروری ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

میں نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی اس خوشخبری کا ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے وہ بندے جو اس کی راہ میں استقامت دکھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بکثرت فرشتے نازل فرماتا ہے جو انہیں تسلی دیتے ہیں، غم نہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور خوف سے بے نیاز ہو جانے کا پیغام دیتے ہیں۔ وہ انہیں کہتے ہیں کہ ہم آئے تو ہیں لیکن تمہیں چھوڑ کر چلے جانے کے لئے نہیں بلکہ اب ہمیشہ ہم تمہارے ساتھ رہیں گے، اس دنیا میں بھی اور اس دنیا کی زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد بھی۔ میں نے مختصراً یہ بھی ذکر کیا تھا کہ یہ فرشتے مختلف صورتوں میں مختلف قسم کے درجات کے لوگوں کے لئے مختلف قسم کی خوشخبریاں لے کر آتے ہیں۔

تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ یہ فرشتے کبھی تمثل اختیار کرتے ہیں اور ظاہری آنکھوں سے بھی نظر آنے لگتے ہیں کبھی یہ فرشتے خوابوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور خوابوں کے ذریعے جو پیغام دیتے ہیں وہ من وعن پورا ہو جاتا ہے کبھی یہ فرشتے سکینت بن کر دلوں پر نازل ہوتے ہیں اور ایک یقین کامل بن کر دلوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور جو دل میں بیٹھی ہوئی بات ہوتی ہے وہ مخالف حالات کے

باوجود لازماً پوری ہو کر رہتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ بدر میں شریک ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشخبری کے مطابق مُسَوِّمِيْنَ فرشتے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کی مدد کے لئے آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُسَوِّمِيْنَ کی یہ تفسیر فرمائی کہ یہ ایسے فرشتے ہیں جو معلوم ہو جائیں گے ان پر گویا نشان ہیں اور ان کی کچھ علامتیں ہیں۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں جو فرشتے دیکھے گئے ان کے سروں پر سیاہ پگڑیاں تھیں اور ان کی ایک یونیفارم تھی۔ صحابہؓ نے جب ان فرشتوں کو مختلف حالتوں میں دیکھا تو اسی طرح سیاہ پگڑیاں انہوں نے پہنی ہوئی تھیں۔ جب روائتیں اکٹھی ہوئیں تو وہ تعجب میں پڑ گئے۔ مگر جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُسَوِّمِيْنَ کی تفسیر فرمائی تھی ویسا ہی مقدر تھا اور بعینہٖ ایسا ہوا۔ اسی طرح جنگ احد میں جو فرشتے دکھائی دیئے ان کے سروں پر بطور نشان سرخ پگڑیاں تھیں۔ (الدرالمنثور زیر آیت بلیٰ ان تصبروا و تتقوا ..آل عمران ۱۲۶)

سرخ رنگ میں کچھ غم کا پیغام بھی تھا کیونکہ جتنا دکھ صحابہؓ کو جنگ احد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کی وجہ سے پہنچا ویسا دکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی میں کبھی صحابہؓ کو نہیں پہنچا۔ ایک غم کے بعد دوسرے غم کی خبر ان کو ملی اور وہ غموں سے نڈھال ہو گئے۔ پس اس غزوہ میں فرشتوں کی علامت کے لئے بھی ایک ایسا رنگ چنا گیا جس میں غم اور خون اور دکھ کا پہلو شامل ہے۔

یہ فرشتے اجتماعی طور پر بھی صحابہؓ کو ان کی مدد کرتے ہوئے دکھائی دیئے اور انفرادی طور پر بھی ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ چنانچہ جب حضرت عباسؓ قیدی بنا کر لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ حضرت عباس کو قیدی بنانے والے ابوالیُسر ہیں۔ ابوالیسر ایک چھوٹے، دبلے پتلے اور کمزور سے آدمی تھے۔ (شاید ان کی کنیت میں بھی اسی طرف اشارہ تھا کیونکہ یسر کا معنی ہے آسانی اور ابوالیسر کا مطلب یہ ہوا کہ یہ آسانی کا باپ ہے۔ ہلکا پھلکا آسان سا آدمی ہے اور ہر شخص اس سے نپٹ سکتا ہے۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب سے ابوالیسر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ابوالیسر! تم تو بہت کمزور اور ہلکے پھلکے آدمی ہو اور عباس بڑے مضبوط،

بڑے توانا، لحیم شحیم اور بڑے جنگجو انسان ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ تم نے انہیں کس طرح قابو کیا؟ تو ابوالیسر نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے کہاں قابو کیا تھا؟ ایک بڑا مضبوط اور طاقتور آدمی آیا تھا جس نے ان کو پکڑا، قابو کیا اور باندھ کر میرے سپرد کر دیا۔ اس طرح میں ان کو لے کر آ گیا ہوں میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذرا اس کی نشانیاں تو بتاؤ کہ وہ کس قسم کا آدمی تھا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہ میں نے کبھی پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا ہاں اس کی علامتیں یہ تھیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَقَدْ اَعَانَکَ عَلَیْهِ مَلَکٌ کَرِیْمٌ کہ ایک ملک کریم نے تمہاری مدد کی تھی۔ ایک معزز فرشتہ تھا جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری مدد کے لئے بھیجا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ جز اول صفحہ ۲۰۲۔ تاریخ الخمیس لطیفہ فی استماع الطبل ببدر کطبل الملوک جلد اول صفحہ ۳۹۰)

پس واقعۃً فرشتے تمثل بھی اختیار کر لیتے ہیں اور بظاہر انسان کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم:۱۸)

کہ فرشتے نے حضرت مریم کے لئے ایک نہایت ہی خوبصورت اور متوازن جسم والے انسان کا روپ دھارا اور ان پر ظاہر ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مختلف وقتوں میں صحابہؓ نے بھی ایسے نظارے دیکھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے تو ایک اجنبی مجلس میں حاضر ہوا اس نے السلام علیکم کہا اور کچھ سوالات کئے اور پھر حضورؐ سے اجازت لے کر رخصت ہوا۔ صحابہؓ بہت متعجب ہوئے کیونکہ وہ باہر سے آیا تھا لیکن اس کے چہرے پر تھکن کے کوئی آثار نہیں تھے، نہ ہی کس قسم کی گرد تھی یعنی سفر کی کوئی علامتیں نہیں تھیں۔ نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے تعجب کو دیکھ کر ان سے دریافت فرمایا تم جانتے ہو یہ کون تھا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں تو کوئی علم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھا جو تمہیں تعلیم دینے کی خاطر مجھ سے سوال کر رہا تھا۔ چنانچہ بعض صحابہؓ باہر نکلے اور دور تک گلیوں میں دیکھتے رہے لیکن کسی انسان کا کوئی نشان نہیں ملا۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان)

پس جب ایک دفعہ یہ فرشتے صحابہؓ پر نازل ہوئے تو پھر یہ سلسلہ جاری رہا اور انہوں نے

صحابہؓ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ان کی ولایت کا تعلق جاری رہا۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ چونکہ صحابہؓ بے حد منکسر المزاج تھے اور خائف رہتے تھے کہ کہیں دوسرے لوگ ان کے اس تعلق کی اطلاع پا کر ان کے مقام کے متعلق زیادہ حسن ظنی نہ شروع کر دیں، اس لیے صحابہؓ عموماً اپنی واردات کو بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن بعض ایسے اجتماعی رنگ کے واقعات بھی ہیں جن میں دوسرے کئی لوگ گواہ ہوئے اور وہ تاریخ اسلام میں محفوظ چلے آرہے ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ شمالی سرحد پر جنگ ہو رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ میں خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ کے دوران اچانک آپ نے فرمایا **یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔ یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔** اور یہ کہہ کر پھر خطبہ شروع کر دیا۔ بعد میں حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ نے یہ کیا فرمایا تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خطبہ کے دوران اچانک میرے سامنے میدان جنگ کا وہ منظر آ گیا جہاں مسلمان ساریہ جرنیل کی سرکردگی میں لڑ رہے ہیں (ساریہ اس وقت مسلمان فوج کے سپہ سالار تھے) اور میں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ سے ہٹے ہوئے ہیں اور خطرہ تھا کہ دشمن مسلمان فوج کو گھیرے میں لے لے۔ (کیونکہ مسلمان فوجوں کے مقابل پر دشمن کی تعداد بالعموم زیادہ ہوا کرتی تھی) تو اس خطرے کے پیش نظر بے اختیار میں نے سردار لشکر کو ہدایت دی۔ **یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔ یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔** اے ساریہ! پہاڑ کے دامن میں آ جاؤ۔ پہاڑ کے دامن میں آ جاؤ۔ یہ بات ہوئی اور ختم ہو گئی۔ کچھ عرصے کے بعد ساریہ کی طرف سے پیغامبر خط لے کر آیا اور اس میں یہ سارا واقعہ درج تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ اے امیر المومنین! گزشتہ جمعہ کے روز ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ہم جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات لڑتے رہے یہاں تک کہ دن نکل آیا اور لڑائی جاری رہی اور پھر ہم جمعہ کے وقت میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ہمیں یہ خطرہ تھا کہ ہم دشمن سے شکست کھا جائیں گے اور پسپا ہو جائیں گے۔ تو اچانک ہمیں آپ کی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی) آواز آئی **یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔ یَا سَارِیَةَ الْجَبَلَ۔** اور سارے لشکر نے یہ آواز سنی۔ چنانچہ انہوں نے فوری طور پر پہاڑ کے دامن کا رخ اختیار کیا اور اس طرح اپنی پشت محفوظ کر لی۔ (چھوٹی فوج کے لیے ہر سمت میں لڑنا مشکل ہوا کرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی سمت اس کی محفوظ ہونی چاہئے۔) اور پشت محفوظ ہوتے ہی بظاہر مغلوب ہونے والی

فوج اچانک غالب آ گئی۔ اس طرح وہ معرکہ مسلمانوں کے حق میں ثابت ہو (تاریخ الخمیس جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۷۰-۲۷۱۔ تاریخ طبری جز ۲ صفحہ ۵۵۳، ذکر فتح جسا دستہ ثلاث وعشرین)

پس وہ خدا جس نے بدر میں مسلمانوں کی تائید و نصرت کی تھی، اس نے بعد میں مسلمانوں کو اپنی تائید سے نوازا۔ وہ فرشتے جنہوں نے یہ عہد کیا تھا:

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
(حٰم السجدة:۳۲)

انہوں نے پھر اس دنیا کی زندگی میں صحابہؓ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

یہی مضمون بغیر ظاہری نظاروں کے یا بغیر کشوف کے یا بغیر رؤیا کے بھی چلتا ہے لیکن اس قسم کے واقعات جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا انفرادی طور پر بہت زیادہ نہیں ملتے لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ بکثرت ایسے واقعات مسلسل رونما ہو رہے ہوں گے کیونکہ جماعت کی جو تاریخ بن رہی ہے اس میں ہم اس کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول دیکھتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے سے یہاں تو بکثرت فرشتے نازل ہو رہے ہوں اور نعوذ باللہ من ذالک صحابہؓ کی زندگی میں بکثرت نازل نہ ہوئے ہوں۔

کوئی ایسا ملک نہیں ہے کہ جہاں احمدیت کی تاریخ بن رہی ہے اور اس قسم کے واقعات وہاں پھیلے نہیں پڑے، بکھرے نہیں پڑے، جیسے کسی نے کہا ہے:

ع چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں میری

اسی طرح احمدیت کے چمن میں یہ ایمان افروز نظارے ہر جگہ بکثرت دکھائی دیتے ہیں اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں احمدیت داخل ہوئی ہو اور ثبات قدم کے عظیم الشان نمونے اس نے نہ دکھائے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے بڑی شان کے ساتھ پورے نہ ہوئے ہوں کہ:

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ (حٰم السجدة:۳۱)

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ احمدیت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس طرح انڈونیشیا میں خدمت اسلام میں کاٹا کہ پیچھے جوان بیوی بوڑھی ہوگئی، اس کے کالے بال سفید ہوگئے اور بچے جوان

ہو گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ بچے ماں سے اپنے ابا کے متعلق پوچھا کرتے اور خصوصیت کے ساتھ ایک بچہ جو چھوٹا تھا وہ اپنی ماں کو تنگ کرتا اور کہتا کہ امی! دوسروں کے ابا آتے ہیں اوران کے لئے چیزیں لاتے ہیں، میرا ابا کہاں ہے؟ وہ کبھی نہیں آتا۔ اس کی امی کی آواز بھرا جاتی تھی جس کی وجہ سے بول نہیں سکتی تھیں اور جس طرف بھی وہ انڈونیشیا سمجھا کرتی تھیں اس طرف اشارہ کر کے کہتیں کہ تمھارا ابا اس طرف ہے، وہاں سے کسی وقت آئے گا۔ اس عرصے میں وہ بچہ جوان ہو گیا اور بچپن میں باپ کی شفقت کا جو سایہ ہوتا ہے اس سے محروم رہ کر جوان ہوا۔ جتنی عظیم الشان قربانی کوئی خاندان خدا کی راہ میں دیتا ہے اسی شان کے فرشتے اس پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو خدا کئی دفعہ سچا کر دکھاتا ہے۔ یہ پہلے کہتے ہیں اور فرشتوں کو بعد میں ان کی متابعت کا حکم دیا جاتا ہے۔

چنانچہ مولوی رحمت علی صاحب انڈونیشیا میں جس محلّہ میں رہائش پذیر تھے وہ سارے کا سارا لکڑی کے مکانوں کا بنا ہوا تھا۔ ایک دفعہ وہاں ایسی خوفناک آگ لگ گئی جو پھیلتے پھیلتے ہوا کے رخ کے مطابق مولوی صاحب کے گھر کی طرف چل پڑی۔ جماعت کے پریشان حال ممبران وہاں پہنچے اوران کی منتیں کیں کہ مولوی صاحب! آپ اس جگہ کو چھوڑ دیں کم ازکم سامان ہی نکال لیں۔ بعد میں انسان تو جلدی سے بھاگ کر بھی باہر جا سکتا ہے یہ بہت ہی خطرناک آگ ہے جو کسی چیز کو نہیں چھوڑے گی۔ پھر ہوا کا رخ ایسا ہے کہ لازماً اس نے آپ کے گھر تک پہنچنا ہی پہنچنا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا، اس جگہ کو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو اس آقا کا غلام ہوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے (تذکرہ صفحہ ۳۲۴) اس لئے یہ آگ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتی۔

یہ ایک بہت بڑا دعویٰ تھا لیکن ایک بہت بڑے مومن کی زبان کا دعویٰ تھا۔ ایک ایسے مومن کی زبان کا دعویٰ تھا جن کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوشخبری ہے رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ...... لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۶۴۔ الجامع الصغیر جز ثانی صفحہ ۱۸ باب الراء) کہ خبردار! خدا کے ایسے درویش بندے بھی ہیں جو پراگندہ بال اور خاک آلود ہوتے ہیں، لیکن اگر وہ خدا پر قسم کھا جائیں تو خدا ضرور ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

انڈونیشیا کی تاریخ کا یہ ایک درخشندہ واقعہ ہے کہ وہ آگ بڑھتی رہی اور اس نے سارے مکان جلا دیئے، لیکن جب اس کے شعلے مولوی صاحب کے مکان کو چھونے لگے تو اچانک اتنی موسلا دھار بارش آئی کہ دیکھتے دیکھتے وہ شعلے بھسم ہو گئے اور آگ مکان کو ذرا سا نقصان بھی نہ پہنچا سکی۔ وہ آگ جو دوسری چیزوں کو بھسم کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے پانی کے نتیجے میں خود بھسم ہو گئی۔

پس فرشتوں کا یہ نزول بھی ہم نے دیکھا جو دلوں میں داخل ہو جاتے اور وہاں بیٹھ رہتے ہیں اور ایسا ثبات قدم عطا کرتے ہیں کہ پھر گویا فرشتہ وہ ہو جاتا ہے جو بات کرنے والا ہے اور فرشتے اس کی متابعت کرتے ہیں اور اللہ کی تقدیر انہیں پابند کر دیتی ہے کہ میرے ان بندوں کے قول کو سچا کر کے دکھانا۔

فرشتوں کے اس قسم کے نزول کے بے شمار واقعات ہیں جو بڑے ہی عظیم الشان اور دلچسپ ہیں اور احمدیت کی تاریخ کا بہت قیمتی سرمایہ ہیں۔ میں نے چند سال پہلے ایسے واقعات اکٹھے کرنے شروع کئے تھے، آج ان میں سے دو واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

کسی ملک میں، کسی گاؤں میں ایک احمدی خاتون تھیں ان کے تین یا چار بچے تھے جو مختلف عمروں کے تھے اور قریباً جوان تھے۔ اگر چہ گاؤں میں صرف یہی ایک گھر احمدیوں کا تھا لیکن یہ ایسا خاندان تھا جس کے گاؤں والوں پر بڑے احسانات تھے، بڑا معزز اور کریم گھرانہ شمار ہوتا تھا۔ ان احسانات کی وجہ سے گاؤں والوں کی نظریں ہمیشہ اس خاندان کے لوگوں کے سامنے نیچی رہتیں۔ اس لئے گاؤں والوں کی طرف سے انہیں کوئی خطرہ نہیں تھا ان کی شرافت ان کے اردگرد پہرہ دے رہی تھی لیکن جب باہر سے حملہ ہوا اور ایک جتھہ آیا تو گاؤں والوں نے اپنی پناہ واپس لے لی۔ انہوں نے کہا کہ اس حملے کے مقابلے کی ہم میں طاقت نہیں ہے اس لئے تم یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو اور جہاں بھی پناہ مل سکتی ہے وہاں چلے جاؤ۔ اس احمدی خاتون نے کہا کیسا فرار؟ اس جگہ کو چھوڑ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کے خلیفہ کی آواز میرے کانوں تک پہنچی ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور وہاں سے باہر نہیں جانا اس لئے اگر میرے سارے بچے بھی قربان ہو جائیں تب بھی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ پھر اس نے ایک عجیب حرکت کی، جس دن حملے کا خطرہ تھا یعنی یہ اطلاع تھی کہ جتھہ حملہ کرے گا، اس صبح اس نے اپنے بچوں کو بہترین کپڑے پہنائے جو عید یا شادی بیاہ کے موقع پر

پہنے جاتے ہیں۔ پھر اس نے مثلاً سویاں پکائیں جو ہمارے ہاں بھی دیہات میں عموماً عید کے موقع پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو خوب سجا بنا کر اور خوب اچھی خوراک دے کر ماں نے کہا بچو! اب حملہ ہونے والا ہے تم میرے چار جوان بچے ہو تم میں سے اگر ایک بھی پیٹھ دکھا کر زندہ واپس آیا تو میں اس کو کبھی اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔ جس طرح میں نے تمہاری عید بنائی ہے، تم میری عید بنانا۔ خدا کی راہ میں ہنستے، مسکراتے اور اپنی چھاتیوں پر وار کھاتے ہوئے جانیں دینا، پیٹھ پر وار کھاتے ہوئے نہیں۔ اس طرح اس نے اپنے چاروں جوان بیٹے خدا کے حضور پیش کر دیئے، لیکن تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کا وعدہ اس شان سے اس کے حق میں پورا ہوا کہ مختلف دیہات کا یہ جتھہ گاؤں کے قریب آ کر ایک ایسی افواہ کے نتیجے میں واپس لوٹ گیا جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں تھی۔ حملہ کرنے والوں کو یہ خبر پہنچ گئی کہ یہاں جو احمدی خاندان ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو ہتھیار بند ہیں اور بڑے خطرناک ہتھیار ان کے پاس جمع ہیں اس لئے اگر ان کے چار مارے جائیں گے تو تمہارے سوڈیڑھ سو مارے جائیں گے۔ اب بھی اگر تم نے حملہ کرنا ہے تو بیشک کر لولیکن یہ بے حقیقت خبر سن کر وہ حملہ کے بغیر ہی واپس لوٹ گئے۔

جس علاقے کی میں بات کر رہا ہوں وہاں کے لوگ بڑے بہادر اور لڑنے والے ہیں اس لئے وہ یونہی واپس نہیں گئے۔ یہ ان کے دل کا خوف نہیں تھا بلکہ الٰہی تصرف تھا کہ افواہ کا نتیجہ اس رنگ میں ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے جو ان کی باگیں موڑ رہے تھے اور جب خدا کے فرشتے کسی قوم کی باگیں موڑ دیا کرتے ہیں تو پھر اس رخ پر چلنے کی اس کو استطاعت نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک اور جگہ ایک احمدی خاتون جو بیوہ تھیں، بالکل اکیلی رہتی تھیں ان کا کوئی بچہ بھی نہیں تھا سوائے ایک کے جو لاپتہ تھا۔ جب ان کے اردگرد احمدیوں کے مکان جلنے اور لٹنے شروع ہوئے تو ان کے دل میں بڑی حسرت پیدا ہوئی کہ یہ میری طرف رخ کیوں نہیں کر رہے کہیں میرا ایمان تو کمزور نہیں کہ خدا مجھے اس آزمائش میں نہیں ڈال رہا۔ وہ ایسی بے قرار ہوئیں کہ باہر نکل کر چوک میں واویلا شروع کر دیا کہ ظالمو! تم نے میرے ایمان میں کیا کمزوری دیکھی ہے جو مجھے نہیں لوٹ رہے۔ خدا کی قسم! میں بھی احمدی ہوں اور امام مہدی کو سچا سمجھتی ہوں۔ اگر باقی احمدیوں کے گھر لوٹ کر ان کے دل ٹھنڈے کر رہے ہو تو میرا بھی لوٹو۔ اس خلوص اور سنجیدگی کے ساتھ اس کی یہ چیخ نکلی

کہ چند دن کے بعد حملہ ہوا اور سارا مکان مع سارے سامان کے جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور گھر قریباً ملبے میں تبدیل ہو گیا لیکن اس کی اپنی جان بچ گئی۔ حملے مختلف قسم کے ہوتے ہیں، بعض دفعہ انسانی ظلم ایک حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ چنانچہ حملہ کرنے والوں نے اس بڑھیا پر حملہ نہیں کیا لیکن جلنے کے واقعہ سے وہ بڑی خوش اور مطمئن تھی بلکہ اس کے متعلق آتا ہے کہ اس نے خوشی کا اس قدر اظہار کیا کہ کسی پوچھنے والے نے کہا کہ بی بی تو پاگل ہو گئی ہے؟ اس نے کہا میں پاگل نہیں ہوئی میں نے دیکھا کہ میرا فلاں رشتہ دار فلاں وقت لوٹا گیا تھا، اس کا چھوٹا سا تھڑا تھا اور کاروبار بھی بہت مختصر تھا اور اب وہ لکھ پتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر قربانی پیش کر رہا ہے پس میں نے تو اس طرح خدا کے فضل نازل ہوتے دیکھے ہیں میں اس لئے خوش ہوں کہ مجھ پر بھی خدا کا کوئی فضل نازل ہونے والا ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر کے بعد اس کا وہ بیٹا جو کہیں جا چکا تھا کئی سال سے لاپتہ تھا اس حالت میں واپس آیا کہ اس نے باہر بہت دولت کمائی تھی۔ اول تو ماں کے لئے سب سے بڑی دولت اس کا بیٹا ہی ہوتی ہے اور بیٹا بھی وہ جو گم ہو چکا ہو لیکن خدا نے اسی دولت پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ ایک عمدہ مکان کی دولت سے بھی اسے مالا مال کر دیا۔ اس کے بیٹے نے آکر جب مکان کو دیکھا تو اس نے کہا امی! میں تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ پرانا مکان گرا کر آپ کو ایک نیا مکان بنوا کر دوں گا اور اس طرح اپنے دل کی تمنائیں پوری کروں گا۔ میرے دل میں آپ کی خدمت کے لئے بڑی تمنائیں تھیں۔ اللہ کا کتنا احسان ہے کہ اس مکان کو گرانے پر مجھے کوئی خرچ نہیں کرنا پڑا۔ اب اس کو Demolish کرنے، ختم کرنے اور اکھیڑنے وغیرہ پر کم رقم خرچ ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس نے اس جگہ ایک بہت ہی پیارا اور اچھا مکان اپنی ماں کو بنا کر دیا۔

اس قسم کے واقعات بڑی کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں، محفوظ بھی اور غیر محفوظ بھی۔ کچھ اجتماعی شکل میں مسودات میں پڑے ہوئے ہیں اور بے شمار ایسے ہیں جو جماعتوں میں پھیلے پڑے ہیں اور انہیں محفوظ کرنے کی ضرورت ہے۔

اس قسم کے واقعات کے بیان کا مقصود یہ ہے کہ جماعت کے پاس یہ امانت ہیں اور خطرہ ہے کہ اگر آج اس امانت کی حفاظت نہ کی گئی تو یہ ضائع ہو جائے گی۔ یہ آپ کی اولادوں کی امانت ہے، یہ آپ کے مستقبل کی امانت ہے یہ ان قربانی کرنے والوں کی امانت ہے جن کا نام زندہ رکھنا

ہمارا فرض ہے۔ زندہ قومیں خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کو کبھی مرنے نہیں دیا کرتیں، وہ خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کی یاد کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں تا کہ قیامت تک آئندہ آنے والی نسلیں ان کو دعائیں دیتی رہیں۔

پس جس جس احمدی کے علم میں اس قسم کے واقعات ہیں وہ نظام کے تحت معین شہادتوں کے ساتھ ان واقعات کو مرکز سلسلہ میں بھجوانے کا انتظام کرے۔ اس سلسلے میں ایسے واقعات چاہئیں جن میں صبر اور استقامت کا پہلو بھی ہو اور پھر نزول ملائکہ کا پہلو بھی ہو۔ اس وقت کوئی ایک ملک میرا مخاطب نہیں بلکہ تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ قائم ہے وہ ساری جماعتیں میری مخاطب ہیں۔ خدا کے فضل سے دنیا کے اکثر ممالک میں احمدی پائے جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ تو ان تمام ممالک کے احمدی میرے مخاطب ہیں کہ جو کچھ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے اس کو بھی محفوظ کریں اور جو کچھ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا ہے اس کو بھی محفوظ کریں۔ پھر جہاں تک ممکن ہو شہادات سے مزین کر کے اور جماعت کے عہدیداروں کی تصدیق کے ساتھ (اور اگر کسی جگہ جماعت نہیں ہے تو ویسے ہی) مرکز کو اس کی اطلاع دیں اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ بھی کوشش کریں کہ یہ واقعات قلمبند کر کے محفوظ طریق پر بھجوائیں تا کہ یہ قیمتی سرمایہ ضائع نہ ہو جائے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ اور ملائکہ کا یہ وعدہ کہ ہم تمہارے ساتھ رہیں گے ان کے حق میں پورا ہوتا ہے لیکن یہ وعدہ ایک اور پہلو سے بھی پورا ہوتا ہے جو اس سے زیادہ اہم ہے اور جو مقصود بالذات ہے، وہ پہلو یہ ہے کہ ملائکہ جن لوگوں کے دوست ہوں ان کا وہ تزکیہ کرتے ہیں ان کا نفس پہلے کی نسبت اور زیادہ پاک ہونے لگتا ہے کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ملائکہ گندے لوگوں کے ساتھ دوستی کر کے بیٹھ جائیں۔ اور یہ جو وعدہ ہے کہ ہم تمہارا ساتھ چھوڑیں گے نہیں، اس میں یہ بھی خوشخبری ہے کہ جو قومیں ابتلاؤں کے دور سے گزرتی ہیں ان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اور ایسا تزکیہ نفس ہوتا ہے کہ پھر وہ جاری رہتا ہے اور قائم رہتا ہے وہ ایسے اعمال صالحہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے، اس کا طبعی نتیجہ نکالا گیا ہے وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (حم السجدۃ: ۳۴) یہ وہ لوگ ہیں

جو ابتلاؤں کی چکی میں سے کامیابی کے ساتھ گزر کر جاتے ہیں۔ان کو فرشتوں کی معیت نصیب ہوتی ہے۔فرشتے کہتے ہیں ہم تمہارے اولیاء ہیں یعنی فخر فرشتے کر رہے ہوتے ہیں نہ کہ یہ لوگ، یہ بھی عجیب طرز کلام ہے، بڑے آدمی کے پاس ہمیشہ چھوٹے آدمی آیا کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دوست ہیں تو خدا کے فرشتے بھی اسی طرح ان لوگوں کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے ہمیں اس لئے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ ہم اپنی دوستی تمہارے حضور پیش کریں اور تم ہماری دوستی میں ہمیشہ وفا پاؤ گے۔ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

اس کا ایک طبعی نتیجہ یہ ہے کہ عمل صالح ان کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ان کے اندر جو پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑا کرتیں اور جن کی پاک تبدیلیاں ان کا ساتھ چھوڑ دیں ان پر فرشتے نازل نہیں ہوا کرتے۔یہ لازم وملزوم چیزیں ہیں اس لئے جو قوم ابتلاؤں سے گزر کر وقتی طور پر اصلاح پذیر ہو جائے اور کچھ دیر کے بعد پھر انہی برائیوں میں ملوث ہو جائے اس پر آیت قرآنی نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے اور خدا کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی کہ فرشتوں کی معیت عارضی نہیں وہ اس طرح نہیں آتے کہ پھر چلے جائیں اور جو نیکیاں وہ لے کر آتے ہیں ان کو بھی ساتھ لے جائیں بلکہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جن کے اعمال صالحہ میں دوام پیدا ہو جاتا ہے۔

اور اسی گروہ کا اس آیت میں ذکر ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا کہ اب بتاؤ، ان سے زیادہ پیاری بات کرنے والا دنیا میں کون ہوگا؟ اپنے اعمال صالحہ سے ثابت کر رہے ہیں کہ یہ نیک اور خدا والے لوگ ہیں، ابتلاؤں سے گزرے ہوئے ہیں، آزمودہ کار ہیں، خطرات کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ہوا ہے اور ان سے کامیابی کے ساتھ گزرے ہوئے ہیں۔ان کی تلخیوں کو برداشت کیا ہوا ہے اور پھر ان تلخ درختوں کو خدا کی رحمت نے جو میٹھے پھل لگائے تھے ان سے لذت یاب ہیں اس لئے ان سے زیادہ پیاری بات کرنے والا اور کوئی نہیں۔

اس کے بعد ایک اور دور شروع ہوتا ہے، وہ کیا ہے؟ وہ اگلی چند آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ اب وقت زیادہ ہو رہا ہے اور ایک ہی خطبہ میں ان آیات کے مختلف پہلو بیان نہیں کئے جا سکتے اس لئے یہ مضمون انشاء اللہ میں اگلے خطبے میں بیان کروں گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

میں ایک بات کہنی بھول گیا تھا اور وہ یہ ہے کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ چند دن یا کچھ زائد عرصے کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ اس عرصے میں صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ امیر مقامی ہوں گے۔ آپ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر کامیاب کرے اور میں دعا کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی امان اور حفاظت اور پیار کے سائے تلے رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۸ر مئی ۱۹۸۳ء)